بوچھے تھا کوئی حال شہادت مجھے بتلا
بولے تھا کوئی خون ترے چہرے پہ ہی کسکا
کرتے تھے یہ کہہ کے سخن ہائے بہ راز غم

مارا ہی کس آئین
جس کا ہی یہ رنگین
خاک انکے سرون پر

گھوڑا بھی کبھو کھائے پچھاڑین بروئے خاک
دیکھے تھا کبھو سر کو اٹھا کر سوئے افلاک
کہتا تھا اشارو نسے کبھو ہو کے وہ غمناک
ہیہات کٹا آج سر سرور عالم

لوٹے تھا الم سے
دور انکے ستم سے
یون اہل حرم سے
زیر دم خنجر

گرد اسکے کھڑین زینب و کلثوم و سکینہ
کہتی تھین کہ ویران ہوا آج مدینہ
کوئی نہ بچا آل کا ڈوبا یہ سفینہ
اس بحر تلاطم سے کہو کیونکر ترین ہم

با دیدۂ خونبار
اے احمد مختار
جز عابد بیمار
اب ہو کے شناور

القصہ جو احوال حرم رکھتے تھے اس آن
لوہو کے روتے تھے چہ انسان و چہ حیوان
طاقت نہین سننے کی بس اب آگے مہربان
توفیق عزا کی تجھے ہر ماہ محرم

دیکھ اسکے تئین کو
ہر جانب و ہر سو
خاموش ہو اب تو
دے خالق اکبر

مرثیہ حضرت

اشجار غم سے ہو گئے بے برگ و بر صبا
نرگس خوشی سے کرتی ہی تو اب گذر صبا
گل شبنم الم سے ہوئی چشم تر صبا
سیر چمن کو آج سے موقوف کر صبا

ہی گلشن جہان مین قیامت کی اب سحر
بلبلے عبث ملتے ہین گل گرد منہ ادہر
غنچے ہوئے خموش گریبان کو چاک کر
بلبل کا آہ نالے سے تڑکا جگر صبا

گلزار فاطمہ کا مین احوال کیا کہون
تیغ ستم سے کاٹ گئے وہ دنی دون
ہر اک سخن سے دم بدم آتی ہی بوے خون
چھوڑا نہ باغ دین مین کچھ خشک و تر صبا

بانی بغیر سوکھ گئے سب وہ نونہال
کس کس ستم سے مزرع ایمان پائمال
ہر اک طرف پڑی ہین کٹی انکی ڈال ڈال
ٹک اس جفائے چرخ پہ کیجو نظر صبا

رکھتا تھا جن گھوڑے نے نقش دین کا بوستان
لے گئے سوئے یزید لعین کر کے ارمغان
وحشے ہی باندھ باندھ انھون کے دو ان ...
جا دے مدینے پہنچ نبی کو خبر جب

اس تن کا بدر ہی گل زخم سے بدن
کہ پاس دین کی تجکو تو اب ان یہ سخن
بیٹے کو اپنے دیکھ کر بے گفن ...
خاک اپنے سر پہ ڈالیو پھر زار زار جب

سر حسین کا وقت ترے کو لانے آوہ
جا دیکھیو رکھین تو کہ محمد کی بوسہ گاہ
عالم تجھکو عالمیان ہو سیاہ
خنجر سے اب شمر کے لہو میں ہو تر جب

اس سر کا جو رکھا تھا پیمبر کے دوش پر
تب ظالمان دہر نے اس سر کو کاٹ کر
ہمدم نہ جب رہا کوئی غیر از دم ...
ہمراہ اپنے لیگئے نیزے پہ دھر جب

وہ تن کہ جس سے شاہ نجف پاتا تھا تسکین
اور دم بدم کہین تھین ہیں صفدر حسین
رو تن سے سر جدا ہوتے دیکھتے ظالم ...
سب سر ترا ہوا آج سو وہ خاک پر جب

وعدہ تھی جنکو فاطمہ ان گیسوؤں کی بال
شامی یہ چاہتے تھے کرین تن کو پائمال
بابت میں بھوتے وہ نشان پر ہو ...
پہونچی دی ایک شیر نے وان آ خبر جب

خیمے میں پہنچ لوٹ لیا گھر کا تار تار
بیمار عابدین کے دی ہاتھ میں مہار
عترت کو اسکی اونٹوں کی کر پیٹھ پر سوار
دکھلاتے لیگئے ہیں انھین دربدر جب

لکھا ہے اک کتاب میں راوی معتبر
نیزے کے لیگئے وہ لعین تب اتار کر
اس قافلے کا شام میں جسدم ہوا گذر
پیش یزید طشت میں اس سر کو دھر جب

اس کمنی سے سر کو جو ابجد کی پڑھ رہی
صفت تھی جو اہل بیت کی وان سامنے کھڑی
سب لگے کہ ذات تو دنیا کی ہین لڑی
زینب یہ بولی ایفن سے سر پیٹ کر جب

اس روسیاہ لوگ رسے ہوجائے گا سفید
بیٹے سے اپنے جب کہا یہ ہوکے نا امید
مارے ہی بوسہ گاہ نبی پر یہ چوب جب
بولا یزید پھیر کے منھ کو ادھر جب

بے ہودہ تو جو گرنے کو ہے تجھے یہ گفتگو
راوی کے ہے ایک فرنگی نیک خو
بیٹھے تھی کی اپنے جانی تھے اس زمانے ...
کرنے لگا یزید کو وہ دیکھ کر جب

سن اے یزید ہم جو ہیں بیٹھے کے دین پر
تو نے نبی کی اپنے نہ حرمت رکھی نظر
پاؤں میں ہیں اس ملاتے کی سنت ہم ...
پیچ کر کے ان سے اپنی کہنی چشم تر جب

اس حرف سے یزید لعین نے غضب میں آ
جلوا کے قتل کو دو میں کیا ...

سنا جو اس فرنگی نے اس دم یہ ماجرا
بولا اٹھا کے طشت سے وہ خستہ کا سر صبا
اے سر خدا کیواسطے ایمان کر عطا
تا مار کے اپنے دین میں مجھ کو تو جلد لا
القصہ سر نے شاہ کے کلمہ دیا پڑھا
راوی معتبر نے یہ دی ہے خبر صبا

آخر یزید لعیں خلق سے گیے
تا مارے لہو کے تن سے فرنگی کے دل سے ہے
اپنے پہ بہر دین یہ ظلم و ستم سہے
داخل ہوا شہیدوں میں جی سے گذر صبا

سودا تو اپنے دل کو اس غم سے دردناک
تا فضل روز حشر کرے وہ امام پاک
یوں سر پہ اپنے کیجیے اس تعزیے میں خاک
باغ جہاں میں کرتی ہے جوں ہر سحر صبا

دیگر مرثیہ مفردہ بزبان دکھنی آمیز

کافراں آل محمد پہ ستم کیا کیتا
ہائے تمنا نے انخان اپر ظلم کیا کیتا
شہ کو بلوائے مدینہ ستی لکھ پتیاں ری
تن اپنا کمو وہ قول و قسم کیا کیتا
جس گلے کا سدا لیتے تھے پیمبر بوسے
اس گلے کو کیا لوہو ستی تم کیا کیتا
ظالماں ڈھا دیے تمنا ؤ امانت کو سو
گھر پیمبر کا کیا تم نے ہدم کیا کیتا
لب دریا پہ کیا اس کا جگر پیاسا ذبح
نبی اپنے سے نکی تم نے شرم کیا کیتا
تیغ و خنجر ستی ظلماں نے تن مثل خیار
عضو عضو اس کے کیے ہائے قلم کیا کیتا
تن دیے خاک میں ڈال اس کو بے دفن و کفن
سیس اٹھا کو کیے نیزاں پہ علم کیا کیتا
کھو دیا اے رتن تم نے نبی کے من کا
کیا کمو حق جو یہ پوچھے وہ رقم کیا کیتا
آنجھو موتی سو پیمبر کے نین ستے بہتے
لال وہ فاطمہ کا مل کے بہم کیا کیتا
کاٹا دنیا کے لیے بیس شہ دین کا تن
حیف تمنا نے پہ دام و درم کیا کیتا
سیس کی اہل حرم کے بہتیں سر چھوٹراں
انکا یوں لوٹ لیا مال و حشم کیا کیتا
قید میں شام کو اونٹاں پہ چڑھا کر ظالم
لے گئے آج کے دن اہل حرم کیا کیتا
کس خوشی ستی دکھاوے گے محمد کو منہ
فاطمہ کے یو دیا جان کو غم کیا کیتا
پوچھیں گے حشر میں تمنا کو تو کیا دو گے جواب
مصطفیٰ کے جو وہ تھا جسم کا دم کیا کیتا
اپنے ہناں کے نواسونکو کیا پیاسا ذبح
ہو کے افسوس تن خیر امم کیا کیتا
ٹھور تمنا کے تئیں نہیں دوزخ میں بن دوزخ
اپنے کرموں کا کمایا یہ کرم کیا کیتا